مشترکہ وجداگانہ خاندانی نظام کے معاشرے پر اثرات

Impact of Joint and Separate Family Systems on the Society

حافظ امتیاز احمد*
ڈاکٹر نور حیات خان**

Abstract:
Islam is the full code of life that not only provides guidance to its followers but also is a source of growth for each and every one who has soul. Islam emphasizes on formation of an exemplary society. Basic unit of each society is dependent upon the family system. If family system is inspired with good and healthy values, then the resulting society will certainly be brightened with brilliance of the righteous values. Family and affiliation with family is a natural need for humanity. Since Islam is the nature, therefore it provides us full guidance about the family system and its importance in our whole life. Islam emphasizes on family strengthening and stability. The importance of family relationships and relations with the relatives has also been mentioned in the holy Qur'an.
Family is referred as "Usrah" in Arabic, which means being bound or connected. Strongest castle is also known as "Usrah" in Arabic, where members within a family remain united and connected together with strong bonding among them. Keeping in view the needs of a family, Islam has described the fundamental principles related to family system in a very narrative way. Moreover, mutual responsibilities towards each other and other rights have also been mentioned explicitly. Even Islam has emphasized on showing generous compassion, sympathy and providing legal rights to one another.

* لیکچرر ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز بحریہ کالج، ای ایٹ، اسلام آباد۔
** ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

While some of the issues have been left mainstream which people within a society consider good and don't even contradict the principles of Islam. One such issue is the family system. What should be the nature of family? Is it all in living within one family or in a separate family system? There are two types of family systems in Sharia; Joint and separate family systems. The conditions and circumstances which better suit in an environment with good effects on family as well as society should better be adapted. But it should be kept in mind that the western concept of separate family (wife, children and one's own-self) being presented today is not an Islamic concept. For explaining these aspects, the present article will focus on "what is the basic concept and Impacts of joint and separate family systems in Islam? And what are the impacts of these family systems on the society (economic, social and psychological)

خاندان کی لغوی تعریف اور تاریخی پس منظر:

خاندان کے لیے عربی میں "الاسرة" انگریزی میں "فیملی" (Family) اور فارسی زبان میں خانوادہ کا لفظ استعمال ہوتا ہے جو عرف عام میں کنبہ، قبیلہ، برادری کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔[1]

خاندان کے لئے مستعمل عربی لفظ "الاسرة " کا مادہ "ا س ر" ہے اور یہ لفظ مختلف حرکات کے ساتھ مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے اس کے بارے میں علامہ ابن منظور افریقی نے لکھا ہے کہ: "اسر" مختلف حرکات کے ساتھ مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے گویا یہ مختلف حرکات کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ جیسے اُسر، اَسَرَ، اسر یا اسے لمبا اور کھینچ کر پڑا جاتا ہے جیسے اسیر، اسار، اسیرة جو "الحبس و الامساك" یعنی قید اور گرفتار کرنے کے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔[2]

اور اَسَرَ بفتح الف کا معنی پوشیدہ بات اور سرگوشی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا"[3]

القاموس المحیط میں ہے: "الاسر" الشد و العصب و شدة الخلق"[4]

"الاسر" سختی، مظبوطی اور پختگی اور تخلیق کی پختگی کو کہتے ہیں۔

تخلیق کی اس پختگی کے معنی پر قرآن کی آیت شاھد ہے: " نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ "(۵)

" ہم نے اس کے اعضاء کو مرتب کیا اور اور اس کی تخلیق کو مظبوط کیا"

مترادفات "الاسرۃ"

- **العائلة:**

"العائلہ " اسم فاعل بمعنی مفعول ہے جیسا کہ عربی میں کہا جاتا ہے:

" من يعولهم الشخص من يضمهم بيت الرجل و ينفق عليهم من زوجه و اقارب"(٦)

"آدمی جن کی طرف لوٹجاتا ہے اور ان کے کنبہ میں شامل ہوتا ہے اور جن پر خرچ کرتا ہے مثلًا بیو یا اور عزیز و اقارب، عائلہ کہلاتا ہے"

- **اهل:**

اسرۃ کا مترادف لفظ "اهل" بھی مستعمل ہے ارشاد الہی ہے "إِذْ رَأَى نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ"(۷)

"جب کہ اس نے ایک آگ دیکھی اور اپنے گھر والوں سے کہا ذرا ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے"

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ(۸)

آخر کار ہم نے لوط علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کو سوائے ان کی بیوی کے بچا لیا۔

خاندان کی اصطلاحی تعریف:

موسوعة الفقهية الكويتية میں خاندان "اسرۃ" کی تعریف اس طرح کی گئ ہے:

"اسرة الإنسان: عشيرته ورهطه الادنون، ماخوذ من الاسر، وهو القوة، سموا بذلك لأنه يتقوى بهم، والأسرة: عشيرة الرجل واهل بيته"(۹)

انسانی خاندان، اس کی آل اولاد اور باپ کی طرف سے قریبی رشتہ داروں کو کہا جاتا ہے اور اسرۃ اسر سے ماخوذ ہے اور اسر قوت کو کہا جاتا ہے اور اس کا یہ نام اس لیے پڑا کہ انسان اپنی آل اولاد کے ذریعے قوت محسوس کرتا ہے اور آدمی کے اپنے گھر والوں کی گزر بسر کے انتظام کو اسرۃ کہتے ہیں۔علامہ شامی ابن عابدین نے خاندان کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

(أهله زوجته وقالا يعي صاحبي ابا حنيفة كل من في عياله ونفقتى غير مماالكيه لقوله تعالى(فنجيناه واهله اجمعين)(۱۰)

" کسی شخص کا خاندان اس کی بیوی اور گھر کے افراد ہیں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں کسی شخص کی کفالت وحضانت میں سوائے غلاموں کے جتنے بھی افراد شامل ہیں وہ سب خاندان کہلاتے ہیں اللہ نے فرمایا کہ ہم نے ان کو اوران کے خاندان کو نجات دی"

گورڈن مارشل نے خاندان کی تعریف یوں کی ہے:

An intimate domestic group made up of people related to one another by bounds of blood, sexual mating or legal ties. It has been a very resilient social unit that has survived and adapted through time. (11)

"ایک قریبی گھریلو گروہ جو خونی رفاقت یا قانونی بندھن کی بنا پر ایک دوسرے سے مربوط ہونے کی اساس پر وجود میں آیا ہو۔ یہ ایک بہت لچک دار سماجی اکائی رہا ہے جو زمانے کے مختلف ادوار میں ہم آہنگ ہو کر باقی رہا ہے"۔

خاندانی نظام کا پس منظر اور ارتقاء:

خاندان کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنا کہ خود انسان کا وجود کیونکہ انسان طبعی طور پر معاشرت پسندی اور اجتماعیت کو چاہتا ہے۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے: "إن الإنسان مدني أو اجتماعي لطبعه"(۱۲) "انسان ہمیشہ سے معاشرت اور اجتماعیت کا دلدادہ رہا ہے"۔

انسان اجتماعیت اور معاشرت پسند اس لئے ہے کہ اللہ نے اس کے اندر ایسے مختلف عناصر کو جمع کر رکھا ہے جس وجہ سے وہ اکیلا رہ سکتا ہے اور نہ پسند کرتا ہے۔ اللہ نے انسان میں جو محبت کا عنصر رکھا ہے اس وجہ سے بھی انسان دوسرے انسان کے دکھ درد میں شریک ہوتا ہے اللہ نے بجا ارشاد فرمایا ہے: "وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً "(۱۳) "ہم نے تمہارے اندر محبت والفت پیدا کر دی"

اور اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کے ساتھ دکھ درد اور تعاون کا حکم فرمایا:

"وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ" (۱۴) "اور نیکی و تقوی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو جبکہ گناہ کے کاموں میں تعاون نہ کرو"

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "كلكم راع و كلكم مسؤول عن رعيته"(۱۵) تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں بازپرس ہو گی۔

خاندان کا آغاز و ارتقاء:

اللہ نے جب تمام انسانوں کے باپ آدم علیہ السلام کو تخلیق کیا اور اسی میں سے جنس انسان کی صنف ثانی جس کو صنف نازک کا نام دیا جاتا ہے حضرت حواعلیھا السلام کو پیدا فرما کر دونوں صنفوں کے ملاپ سے سرزمین فانی پر خاندان کی بنیاد ڈالی۔ قرآن مجید میں ارشاد الٰہی ہے:

"يٰأَيّها النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنها زَوْجها وَبَثَّ مِنهمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآء وَّاتَّقُوا الله الَّذِىْ تَسَآئَلُوْنَ به وَالْأَرْحَامَ إِنَّ الله كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا "(۱۶)

"اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت پھیلا دیے اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے"

امام ابن جریر طبری لکھتے ہیں کہ: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک"يٰأَيّها النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَة " سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور یہی قول حضرت مجاہد کا بھی ہے۔(۱۷)

جب ہابیل کی قربانی اللہ کے ہاں مقبول ٹھہری اور قابیل کی قبول نہ ہوئی تو اس نے غصہ میں آکر کہا کہ اگر تو نے میری بہن سے نکاح کیا تو میں تمہیں قتل کر دوں گا تو ہابیل نے کہا: اللہ متقیوں سے قبول کرتا ہے، جس کو قرآن نے یوں بیان کیا ہے"إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ"(۱۸)

اس آیت سے اور اس کی تفسیر میں مفسرین نے حضرت آدم کے خاندان اور ان کے خاندان سے مزید خاندانوں کا تذکرہ مترشح کیا ہے جو کہ دور اول کے خاندانوں میں شمار ہوتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے خاندان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کا خاندان جس کے متعلق قرآن مجید کہتا ہے:

"حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ ۚ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ)" (۱۹)

"یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ پہنچا اور تنور جوش مارنے لگا تو ہم نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ ہر قسم کے جانوروں میں سے جوڑا جوڑا لے لو اور جس کی نسبت حکم ہو

چکا ہو، اس کو چھوڑ کر اپنے گھر والوں کو اور جو ایمان لایا ہو اس کو کشتی میں سوار کر لو اور ان کے ساتھ بہت کم ایمان لائے تھے"۔

اور اسی طرح حضرت ابراھیم علیہ السلام کا خاندان ہے جس کے متعلق قرآن مجید بیان کرتا ہے:

"وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ"(۲۰)

"اور جب ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام بیت اللہ کی بنیادیں بلند کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے اے اللہ ہماری دعا قبول فرما بے شک تو سننے اور جاننے والا ہے"۔

اسی طرح موسی اور شعیب علیہم السلام کے خاندانوں کا تذکرہ بھی قرآن مجید کی سورۃ القصص کی آیت نمبر ۲۰ تا ۳۰ میں مذکور ہے۔ اینگلز خاندان کی تاریخ کے بارے میں رقم طراز ہے کہ:

"اولین دور میں خاندان کا آغاز دائروں کے محدود ہونے سے ہوا، پہلے آغاز قبیلے کے اندر ہوا جس کے اندر دو متضاد رشتے داروں اور بعد میں دور دراز کے رشتے داروں میں بعد پیدا ہوتا چلا گیا، حتی کہ شادیوں کے ذریعے جڑے ہوئے افراد خانہ بھی الگ ہونے لگے آخر میں شادی کے بندھن میں بندھے ہوئے افراد کا جوڑا رہ گیا یہ ایک ایسا مالیکیول ہے جس کے بکھرنے سے خاندان بذات خود بکھر جاتا ہے"(۲۱)

حقیقت تو یہ ہے کہ خاندان کا آغاز و ارتقاء ایک ایسا مسلسل عمل ہے جسے پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے ہر فرد دوسرے فرد کو مدد فراہم کرتا ہے اسی بات کو بینسن (Benson) بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"حقیقت یہ ہے کہ خاندان کا آغاز و ارتقاء ایک ایسا مسلسل عمل ہے جس میں ہر فرد دوسرے کا سہارا بن جاتا ہے"(۲۲)

از روئے اسلام خاندان کی اہمیت و ضرورت:

اسلام خاندان کا ایک ایسا تصور پیش کرتا ہے جو حقوق و فرائض، خلوص و محبت اور ایثار و قربانی کے اعلی ترین قلبی احساسات اور جذبات کی مضبوط ڈور سے بندھا ہوا ہوتا ہے۔ قرآن نے خاندان سے بننے والے معاشرے کے جملہ معاملات کی اساس اخلاق کو قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ"(۲۳)

"اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنادیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تقوی میں سب سے زیادہ بہتر ہے"

اسلام نے معاشرت کا بنیادی ادارہ اور اکائی خاندان کو قرار دیا ہے۔ جس کی بہتری اور بھلائی پر معاشرے کے بہتری اور بھلائی کا انحصار ہے۔اسلام نے خاندان کو مضبوط بنانے کی تاکید فرمائی ہے تاکہ اس سے ایک مضبوط، صالح معاشرے کا قیام یقینی ہو۔انسانی زندگی جو فرد واحد سے شروع ہو کر جس قدر بھی پھیل جائے، اسے ایک امت قرار دیا۔

تاہم آج اس خاندان نے انسانی سماج کا جو روپ دھارا ہے، اسے کبھی مشترکہ خاندانی نظام کا نام دیا گیا اور کبھی جداگانہ خاندانی نظام کا نام دیا جاتا ہے۔اس مقالے میں پہلے مشترکہ خاندانی نظام اور اس کے معاشرے پر مرتب ہونے والے اثرات اور اس کے بعد جداگانہ خاندانی نظام اور اس کے معاشرے پر مرتب ہونے والے اثرات کا ذکر کیا جائے گا۔اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اسلام نے اصولی اور بنیادی باتوں کو بڑی وضاحت سے بیان کر دیا ہے، زوجین کی باہمی ذمہ داریاں اور ایک دوسرے کے حقوق کیا ہیں؟ شفقت و ہمدردی سے لے کر قانونی حقوق تک تمام بنیادی احکامات کی وضاحت کر دی گئی ہے اور وہ امور جو معاشرہ کے افراد کو اچھے لگیں اور وہ اسلام کے اصولوں کے بھی متصادم نہ ہوں تو ان کو قبول کیا ہے ۔انہی امور میں سے ایک مسئلہ خاندانی نظام کا بھی ہے کہ خاندان کی نوعیت کیا ہونی چاہیے؟ کیا سب ایک ہی خاندان میں رہیں یا علیحدہ علیحدہ رہیں شریعت اسلامیہ میں دونوں طرح کی مثالیں ملتی ہیں کہ کن حالات اور کس ماحول میں کون سا طریقہ بہتر رہے گا، جس میں خاندان کے معاشرے پر مرتب ہونے والے اثرات اچھے ہیں اسی خاندان کو اپنا لیا جائے۔

مشترکہ خاندانی نظام:

اسلام ایسا حتمی مذہب ہے کہ جس کی شریعت آئیڈیل شریعت ہے جو اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہے۔اس کے سوا کوئی ایسا مذہب نہیں ہے کہ جو انسانی جسم اور اس کی تمام ضروریات کے بارے میں رہنمائی فراہم کرسکے یہ خاصہ صرف اسلام ہی کو حاصل ہے۔اس نے انسانی زندگی کی ہر لمحہ رہنمائی فرمائی

ہے اور یہ ایسی کامل شریعت ہے کہ جس نے انسانی ضروریات کو کبھی بھی غیر محفوظ نہیں چھوڑا۔ یہاں تک کہ اس نے انسان کی خاندانی زندگی کے ہر گوشے پر نہ صرف نظر رکھی بلکہ اسے ہر لمحہ رہنمائی بھی عطا کی۔ ماہرین سماجیات کی نظر میں خاندانی زندگی خواہ مشترکہ خاندانی نظام کے نام سے موسوم ہو یا جداگانہ خاندانی نظام کے نام سے، اسلام نے انسان کی رہنمائی فرمائی ہے۔

مشترکہ خاندانی نظام:

یہ خاندان کی قدیم ترین شکل ہے جس کے لیے جوائنٹ فیملی کی اصطلاح بھی رائج ہے یہ نظام تاریخ کے زرعی دور میں وجود میں آیا۔ اس لیے کہ اس پیشے میں جتنے زیادہ افراد شریک ہوں اس کے نتائج بھی اتنے ہی بہتر برآمد ہو سکتے ہیں۔ مشترکہ خاندانی نظام کے بارے میں سید سعید اختر رضوی نے لکھا ہے کہ:

> مشترکہ خاندان سے مراد وہ خاندان ہے کہ جس میں ایک باپ ،اس کی اولاد ، بھائی ، بہنیں، چاچے اور بھتیجے مل جل کر رہیں اور مشترکہ طور پر خاندان کی معاشی ضروریات کی تکمیل کرتے ہوں، سب کے کھانے پینے اور قیام کا انتظام ایک ہی مکان میں ہوتا ہو۔[۲۴]

اس بات سے انکار نہیں کہ والدین اور اولاد دو مختلف طبقے ہیں، مگر اسلام نے دونوں کے نہ صرف مراتب کا مکمل لحاظ رکھا ہے بلکہ قانونی ہدایات بھی دی ہیں تاکہ مشترکہ خاندانی نظام خوبصورتی کے ساتھ ایک دوسرے میں محبتوں اور الفتوں کے گلدستے تقسیم کرتا رہے۔اسی لیے ایک طرف والدین کا اتنا عظیم حق بتایا گیا کہ ان کے سامنے اُف تک کہنے کی اجازت نہیں ہے، قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> "وَبِالْوَالِدَيْنِ احْسَاناً امَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الكِبَرَ أحَدُهُمَا أوْ كِلاَهُمَا فَلا تَقُل لَّهُمَا أفٍ وَلاَ تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِى صَغِيْراً "[۲۵]
>
> "اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اُف نہ کہو اور نہ جھڑکو، ان سے اچھے لہجے میں بات کرو اور رحمت وانکسار کے ساتھ ان کے آگے جھک جاؤ اور ان کے لیے دعا کرو کہ پروردگار ان پر رحم فرما، جس طرح انھوں نے بچپن میں میری پرورش کی تھی"

احادیث میں والدین کے حق کو جہاد فی سبیل اللہ سے بھی مقدم بتایا گیا ہے، سلسلے میں حضرت عبداللہ ابن مسعود روایت کرتے ہیں:

"قُلْتُ يَا رسولَ الله أيُّ العَمَلِ أحَبُّ الي الله؟ قَالَ: الصلاةُ على وَقْتِهَا قُلْتُ ثُمَّ أيٌّ؟ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ، قُلْتُ ثُمَّ أيٌّ؟ قالَ الجهادُ فى سبيلِ الله"(۲۶)

"میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! اللہ پاک کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل کیا ہے؟آپ نے ارشاد فرمایا، وقت پر نماز پڑھنا، میں نے عرض کیا، اس کے بعد کس عمل کا درجہ ہے؟آپ نے ارشاد فرمایا، والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا، میں نے عرض کیا پھر کون سا عمل؟آپ نے فرمایا جہاد فی سبیل اللہ"

دوسری طرف اس مشترکہ خاندانی نظام کو بیلنس کرنے کے لیے والدین کو اپنی اولاد کے حقوق کی طرف توجہ دلائی گئی اور انسان پر اولاد کی تعلیم وتربیت کی پوری ذمہ داری ڈالی گئی اور کہا گیا کہ اس سلسلے میں اللہ کے دربار میں ان کو جوابدہی کا سامنا کرنا ہوگا، امام بخاری نے اس کے بارے میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ:

"وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أهله ومَسْئُولٌ عن رَعِيَّته"(۲۷) "مرد اپنے گھروالوں کا نگراں ہے، اس سے اس کی رعیت کے بارے میں بازپرس ہوگی"

میاں اور بیوی جیسے مشترکہ خاندانی نظام کے عظیم ستونوں کو اس خوبصورت نظام میں اعتدال پیدا کرنے کے لیے دونوں کو الگ الگ ہدایات دی گئیں، شوہر سے کہا گیا کہ تمہاری یک گونہ فضیلت کے باوجود ان کے حقوق کے معاملہ میں تم اسی طرح جواب دہ ہو جس طرح کہ وہ تمہارے معاملے میں جواب دہ ہیں:

"وَلَهُنَّ مِثْلُ الذِی عَلَيْهِنَّ بِالمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَليهن درجة"(۲۸)

"عورتوں کا مردوں پر اتنا ہی حق ہے، جتنا مردوں کا ان پر ہے؛ البتہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت حاصل ہے"

ایک دوسرے کے معاملے کو اپنا معاملہ سمجھنا اور پھر اس کو پورا کرنا ایک انسان کی معاشرتی ذمہ داری ہے اسی ذمہ داری کی طرف آپ ﷺ نے توجہ دلائی۔آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"من ولي من أمر المسلمين شيئاً فاحتجب دون خلتهم وحاجتهم وفقرهم وفاقتهم احتجب الله عز وجل يوم القيٰمة دون خلته وفاقته وفقره" (۲۹)

"جو شخص مسلمانوں کے معاملہ کا ذمہ دار ہونے کے بعد ان کی ضرورت کے وقت سامنے نہ آئے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی ضرورت وحاجت کے وقت اس کو نظر نہیں آئے گا"

بزرگوں کو حکم ہے کہ چھوٹوں کے ساتھ شفقت سے پیش آئیں اور چھوٹوں کو تاکید ہے کہ حدادب ملحوظ رہے، جیساکہ ارشاد نبوی ہے:

" ليس منا من لم يرحم صغيرنا، ويعرف شرف كبيرنا"[۳۰] " جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں"

شریعت اسلامیہ میں اس طرح کی بیشمار مثالیں موجود ہیں، جن میں شریعت اسلامیہ نے دو طرفہ اور سہ طرفہ ہدایات دے کر لوگوں کے حقوق، ان کی شناخت اور ترجیحات کا تحفظ کیا ہے، تاکہ مشترکہ خاندانی نظام قائم رہے، معاشرتی اقدار وروایات جاری رہیں اور ہر شخص کی ذاتیات بھی محفوظ رہیں۔

مشترکہ خااندانی نظام کے معاشرے پر اثرات:

معاشرے کا سب سے اہم اور بنیادی یونٹ خاندان ہے اسی یونٹ پر خاندان کی ترقی و نشوونما کا انحصار ہے اور اسی پر اس معاشرے کی تنزلی اور انحطاط کا دارومدار ہے۔ جس قدر خاندان کی اکائی مضبوط اور مستحکم ہوگی اسی قدر معاشرہ مضبوط و مستحکم ہوگا۔ اسی بنا پر مشترکہ خاندانی نظام جتنا مضبوط اور مستحکم ہوگا اسی قدر اس کے معاشرے پر مرتب ہونے والے اثرات بھی بارآور ثابت ہوں گے اور اگر یہ نظام مستحکم و مضبوط نہ ہوا تو اس کے اثرات بھی اسی قدر منفی ہوں گے۔

مشترکہ خاندانی نظام کے مثبت اثرات

معاشرتی اثرات

- **اتحاد واتفاق:**

اسلام کی تعلیمات عالمگیر ہیں اسی وجہ سے اسلام ہمیشہ سے اتحاد و اتفاق کا داعی رہا ہے خواہ وہ عبادات کا معاملہ ہو یا معاملات کا اسلام نے اپنے پیروں کو وحدت کا درس دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا "[۳۱]

اسلام جس طرح بحیثیت ملت مسلمانوں کو متحد رہنے کا کہتا ہے اسی طرح ایک خاندان کے افراد کو بھی شیر و شکر بن کر رہنے کی تاکید کرتا ہے کیونکہ اس کے بغیر مستحکم معاشرے کی تشکیل ناممکن ہے

۔اس اتحاد و اتفاق کے لیے مشترکہ خاندانی نظام جس قدر موزوں ہے کوئی اور نظام موزوں نہیں ہے کیونکہ ایک گھر اور ایک چھت تلے جب سب بودوباش اختیار کریں گے تو لامحالہ اس سے آپس میں تعلقات مضبوط ہوں گے۔ جب آپس کے تعلقات مضبوط ہوں گے تو یہ مخالفین کے لیے رعب و دبدبہ کا باعث ہو گا ورنہ خاندانی قوت بکھر جائے گی۔

- **خاندان کے کمزور افراد کی نگہداشت:**

اسلام وہ دین فطرت ہے جو مونس و موودت اور ایثار و قربانی کی زندہ مثال ہے۔ اس نے ہمیشہ ہر مقام پر انسانی ہمدردی کا پرچار کیا ہے، والدین کے حوالے سے قرآن کہتا ہے:

"وَبِالْوَالِدَيْنِ احْسَاناً امَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلاَهُمَا فَلا تَقُل لَّهُمَا أفٍ وَلاَ تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِى صَغِيْراً "[۳۲]

"اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اُف نہ کہو اور نہ جھڑکو، ان سے اچھے لہجے میں بات کرو اور رحمت وانکسار کے ساتھ ان کے آگے جھک جاؤ اور ان کے لیے دعا کرو کہ پروردگار ان پر رحم فرما، جس طرح انھوں نے بچپن میں میری پرورش کی تھی"

ماں باپ کے حقوق میں ہی یہ رکھا گیا ہے کہ وہ اولاد کے لیے جنت ہیں یا جہنم اور والدین ہی کو یہ شرف بخشا گیا ہے کہ ان کی خدمت جنت کے حصول کا ذریعہ ہے اور ان کی ناراضگی رب کی ناراضگی کے مترادف ہے یہاں تک کہ والدین کے مشرک ہونے کی صورت میں بھی اولاد سے نفقہ کی ذمہ داری ساقط نہیں ہوتی۔ اور یہ سارے فرائض مشترکہ خاندانی نظام ہی کے تحت ادا کیے جا سکتے ہیں۔

خاندان کے کمزور اور یتیم اور مالی اعتبار سے کمزور افراد کے ساتھ تعاون بھی صرف اور صرف مشترکہ خاندانی نظام کے تحت ہی ممکن ہے۔ یتیم کے حوالے سے آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ:

"أنا وكافل اليتيم في الجنة هكذا، وقال بأصبعيه السبابه والوسطىٰ"[۳۳]

"میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح اکٹھے ہونگے، پھر آپ نے اپنی شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کیا"

اس نظام کی بدولت معاشرے میں بے سہارا لوگ جو غلط کام کرکے معاشرے کا ماحول خراب کر سکتے تھے معاشرے کی ترقی کے لیے اپنی خدمات پیش کر سکتے ہیں۔

- **اولاد کی کفالت و سرپرستی:**

جب ماں باپ بڑھاپے یا بیماری کی حالت میں ہوں تو ان کی کمسن اولاد کے سہارے کے لیے شادی شدہ اور دیگر افراد خانہ ان کی کفالت اور سرپرستی کی ذمہ داری سنبھال لیتے ہیں۔ ان کی تعلیم اور شادی بیاہ کی ساری ذمہ داریاں اپنے کندھوں پر لینا صرف مشترکہ خاندانی نظام ہی کا خاصہ ہے چونکہ اسلامی تعلیمات اولاد کی کفالت وغیرہ کے حوالے سے بھی بڑی واضح ہیں۔اسلام کی طرف سے پیدائش کا حق، زندگی کا حق، وراثت کا حق، وصیت کا حق، رضاعت کا حق اور پرورش وغیرہ کے حقوق کا تفویض ہونا اسی لیے ہے کہ انسان جہاں تک ممکن ہو سکے مشترکہ خاندان کے بندھن سے باہر نہ جائے۔جس سے معاشرے میں اولاد کی وجہ سے لڑائی جھگڑے یہاں تک کہ اولاد کو بے دخل کر دینے والے معاملات سے بچ جاتا ہے اور معاشرہ کے وہ بچے جو ماں اور باپ کے سائے سے محرومی کے باوجود بڑی خوشحال زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔اس سے معاشرے میں بڑھتی ہوئی جہالت پر بھی بآسانی قابو پایا جا سکتا ہے۔

معاشی اثرات

- **معاشرے میں مالی استحکام**

مشترکہ خاندانی نظام خاندان کے مالی بحران پر قابو پانے کے لیے انتہائی موزوں ہے کیونکہ جب ایک ساتھ رہنے سے کاروبار اور آمدنی کے ذرائع نہ صرف برقرار رہیں گے بلکہ اس میں مزید اضافہ ہوگا باپ کا بنا بنایا کاروبار تقسیم ہونے کی بجائے انہیں ہاتھوں میں ہے جو پہلے ہی اس کو صحیح طرح چلانا جانتے ہیں تو یقیناً مالی بحران کا کوئی اندیشہ تک بھی نہ رہے گا اور معاشرہ مالی طور پر مضبوط ہوگا۔

- **قناعت و کفایت شعاری کا مرقع معاشرہ:**

سارے افراد جب ایک ہی گھرانے سے منسلک ہوں گے تو سب اپنا گھر سمجھتے ہوئے اشیاء کا استعمال بڑی سوچ سمجھ کر کریں گے۔ جس سے اخراجات میں نمایاں کمی واقع ہوگی اور اس سے الفت و محبت اور ایثار و قربانی کے جذبہ کو فروغ ملے گا۔اس وقت ان کے ذہن و تربیت میں یہ حدیث مبارکہ کا ہونا ضروری ہوگا جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

"طعام الواحد يكفي الإثنين، وطعام الإثنين يكفي الأربعة، وطعام الأربعة يكفي الثمانية"[۳۴]

"ایک شخص کا کھانا دو کے لیے اور دو کا کھانا چار کے لیے کافی ہوتا ہے، اور چار کا کھانا آٹھ افراد کے لیے کافی ہوتا ہے"

یہ تب ہی ممکن ہے جب مشترکہ خاندانی نظام کے تحت زندگی گزاری جارہی ہو۔

مشترکہ خاندانی نظام کے معاشرے پر منفی اثرات:

اس نظام کے معاشرے پر جو مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں وہ تصویر کا ایک رخ ہے جب کہ تصویر کے دوسرے رخ سے معاشرہ پر اس کے پڑنے والے اثرات بہت سے پہلوؤں سے نہ صرف معاشرتی زندگی بلکہ شرعی نقطہ نظر سے بھی بڑی بے اعتدالیوں کا باعث ہے۔

معاشی اثرات:

اس کے معاشرے پر جو مثبت اثرات مرتب ہو سکتے ہیں وہ اپنی جگہ صحیح ہیں لیکن اس کے معاشرے پر جو منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں ان میں سے ایک معاشی نقصان بھی ہے کہ اس نظام سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے خاندان کے افراد دوسروں پر انحصار کرتے ہوئے کام سے کنی کتراتے رہیں گے جس سے افراد خانہ محنت و مشقت کرنا ترک کر دیتے ہیں جس سے معاشرے میں گداگری جیسی لعنت جنم لیتی ہے اس سے "وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى"[۳۵] کا تصور مفقود ہوتا نظر آتا ہے جس سے معاشرے کے افراد سہل پسندی اور سستی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

معاشرتی اثرات

- **نظام رہائش:**

مشترکہ خاندانی نظام میں رہائش کا نظام بھی درہم برہم نظر آتا ہے۔ وہ افراد جن سے پردہ ضروری ہوتا ہے ان سے بھی پردہ کرنا مشکل ہو جاتا اس وجہ سے معاشرے میں گھریلو ناچاقیاں جنم لیتی ہیں۔ ساس بہو کی لڑائی کی ایک وجہ یہ بھی نوٹ کی گئی ہے۔ اس نظام کے تحت کھانے پینے کا انتظام چونکہ اکٹھا ہوتا ہے اور اس میں تسھل کی صورت میں لامحالہ وہ آیت قرآنی کے مخاطب قرار پائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ"[۳۶] "آپس میں ایک دوسرے کے مال کو ناحق نہ کھاؤ"

نفسیاتی اثرات

مشترکہ خاندانی نظام میں چونکہ عموماسرپرستی گھر کر بڑے فرد کے ذمے ہوتی ہے جس ذمہ داری کی وجہ سے باقی افراد نفسیاتی بیماری میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے باپ کو اس بات کی تاکید کی ہے کہ وہ اپنے بیٹوں کے درمیان مساوات و برابری کا برتاؤ کرے۔ سرپرستی کا یہ تصور ہندوانہ طرز معاشرت کا چربہ محسوس ہوتا ہے۔ جیسا کی منوسمرتی میں ہے کہ:

باپ کے بعد بڑا بیٹا ساری جائیداد کا مالک ہوگا اور باقی بیٹوں کا بڑے بھائی پر انحصار ہوگا۔[۳۷]

اس کے ساتھ ساتھ ایک جگہ رہنے سے انسان کی نجی زندگی کا تحفظ اور پرائیویسی کے عدم حصول کی وجہ سے بے اطمنانیت کا وار ہوتا ہے جو اپنے ساتھ معاشرے کے بگاڑ کے کئی اور اسباب پیدا کرتی ہے۔

جداگانہ خاندانی نظام اور معاشرے پر اس کے اثرات:

جداگانہ خاندانی نظام:

وہ خاندانی نظام جس میں انسان اپنی ایک یا ایک سے زیادہ بیویوں اور بچوں کے ساتھ الگ ایک مکان میں رہائش پذیر ہوں جداگانہ خاندانی نظام کہلاتا ہے[۳۸]۔

اس نظام کی تائید بھی قرآن وسنت سے ہوتی ہے۔ معاشرے کا ہر فرد شادی کے بعد علیحدہ زندگی گزارنے کا خواہاں نظر آتا ہے اور ایسا کرنا اس کا حق بھی ہے جس کی طرف قرآن نے رہنمائی بھی فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا "[۳۹]

"اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہو یہاں تک کہ اجازت نہ طلب کرلو اور ان پر سلام نہ پہنچاؤ"

شریعت اسلامیہ کا مقصد یہ ہے کہ وہ خرابیاں جو بعد میں پیدا ہوں یا جن کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو ان کی بیخ کنی بر وقت کر دی جائے۔ شریعت اسلامیہ کا اصول و منہج تو اس معاملے میں یہ ہے کہ اگر بیویاں زیادہ ہیں تو ان کو بھی علیحدہ علیحدہ مکان میں رکھا جائے۔ اس کا اشارہ بھی قرآن سے ملتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ"[۴۰] "اے ایمان والو! نبی ﷺ کے گھر داخل نہ ہو سوائے اس کے کہ تم کو اجازت مل جائے"

قرآن مجید میں حجرات کے نام سے ایک مکمل سورۃ بھی اللہ نے نازل کی جس سے آپ ﷺ کی تمام ازواج کے الگ الگ مکان کا تصور ملتا ہے۔

اگر آپ ﷺ کیحیات طیبہ کا مطالعہ کیا جائے تو آپ ﷺ کی تمام ازواج مطہرات کا علیحدہ حجرہ تھا یعنی تمام ازواج مطہرات کو علیحدہ گھر کی چار دیواری مہیا کی گئ تھی۔

آپ ﷺ کے معمولات سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہازواج مطہرات کے لیے الگ مکان تھے۔ علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ: آپ ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ اپنی بیویوں کو اس بیوی کے مکان میں اکھٹا فرماتے تھے جن کے ہاں رات گزارنے کی آپ ﷺ کی باری ہوتی تھی۔[۴۱]

حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما کے نکاح کے بعد آپ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہنا کہ (دونك أهلك) یہ لو تمہاری بیوی تمہارے پاس ہے یہ فرمانے کے بعد دونوں اپنے کمرے میں چلے گئے۔[۴۲]

دوسری جانب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ملتی ہے کہ آپ نے اپنی زندگی کے آخری رمضان میں ایک دن حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر روزہ افطار کیا دوسرے روز حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر روزہ افطار کیا جبکہ تیسرے روز اپنے داماد حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر روزہ افطار کیا جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ بھی علیحدہ اپنے گھروں میں رہتے تھے مگر ساتھ ہی وہ صلہ رحمی کے تحت رشتوں کو اعتدال کے ساتھ نبھاتے تھے۔

فقہاء نے بھی حق سکنیٰ میں اس بات کی وضاحتیں کی ہیں کہ:

"وعلى الزوج أن يسكنها في دار مفردة ليس فيها أحد من اهله إلا أن تختار ذٰلك"[۴۳]

'اور شوہر پر واجب ہے کہ وہ بیوی کے لئے رہائش فراہم کرے بالکل الگ گھر میں جس میں اس کے متعلقین میں سے کوئی بھی نہ ہو مگر یہ کہ عورت خود ایسا پسند کرے"

کمسن اولاد کی کفالت کے لیے بھی اسلام نے نظام نفقات دیا ہوا ہے۔ یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ آج مغرب جو جداگانہ خاندانی نظام کا تصور پیش کر رہا ہے، اسلام کے نزدیک یہ تصور بالکل بھی نہیں ہے کیونکہ اسلام مساوات. برابری کا داعی مذہب ہے اس نے انسانی زندگی کے دونوں پہیوں

(والدین اور اولاد) کے درمیان نہ صرف بیلنس رکھا ہے بلکہ انہیں الہی قوانین کے تابع کر دیا تاکہ کہیں پر بھی بگاڑ کی صورت کیا، اس کا شائبہ تک نہ رہے۔

جداگانہ خاندانی نظام کے معاشرے پر اثرات

مثبت اثرات

معاشی اثرات:

سارے اخراجات اور کمائی کا مرکز ایک ذات ہوتی ہے جس وجہ سے وہ اپنی انکم کو سامنے رکھ کر خرچ کرے گا اور اپنے والدین کا بھی اچھے طریقے سے خیال رکھ سکے گا۔اس سے صاحب خانہ ذہنی تناؤ کا شکار بھی نہیں ہو گا اور اپنی انکم کو بھی بچا سکتا ہے۔

معاشرتی اثرات

- **سسرالیوں کی بے جامداخلت کا سد باب:**

اس سے سسرال کی طرف سے بے جا روک ٹوک اور لڑائی جھگڑوں سے بچت ہو جاتی ہے جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ ودنوں خاندانوں میں پیدا ہونے والی دوریوں سے نجات مل جاتی ہے۔

- **شوہر خدمت کا مرکز:**

اس نظام کی وجہ سے بیوی کی خدمت کا مرکز اس کا شوہر ہی ہوتا ہے جس پر وہ اپنی پوری توانائیاں سرف کر دیتی ہے نتیجتا شوہر بھی اس کی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔اس سے معاشرے پر جو اثر مرتب ہوتے ہیں وہ یہ کہ طلاق جیسی لعنت، شوہر کا باہر روابط بنانا وغیرہ بری خصلتوں سے جان چھوٹ جاتی ہے۔

جداگانہ خاندانی نظام کے معاشرے پر منفی اثرات

معاشرتی اثرات

- **گھریلو ذمہ داریوں کی پامالی:**

اس نظام میں چونکہ ساری ذمہ داریاں فرد واحد کے کندھوں پر آجاتی ہے جن کا بر وقت ادا کرنا فرد واحد کے لیے نہ صرف مشکل ہے بلکہ بعض اوقات ناممکن بھی معلوم ہوتا ہے۔اس نظام کی وجہ سے بعض اوقات معاشرے کے سلجھے ہوئے بچوں کی تربیت میں بھی بہت فرق آجاتا ہے۔

- **خاندانی روایات سے محرومی:**

اس نظام کی ایک خامی یہ ہے کہ انسان خاندانی رسم و رواج سے یکسر جدا ہو کر نہ صرف خود ان روایات کو بھول جاتا ہے بلکہ آنے والی نسل کی زندگی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ان خوبصورت رسم ورواج کی بیخ کنی کر دیتا ہے۔اور بچے جو ماحول سے سیکھتے ہیں وہ اس نعمت سے محروم ہو کر رہ جاتے ہیں۔

نفسیاتی اثرات:

بچے جو ماحول سے سیکھتے ہیں انہیں اس نظام کی وجہ سے اپنے اسلاف کی روایات اور کلچر سے ناواقفیت کی وجہ سے وہ نفسیاتی طور پر دباؤ کا شکار ہو جاتے ہیں اور وہ معاشرے کے ان بچوں سے ہمیشہ دور رہنے کی کوشش کرتے ہیں جنھوں نے مشترکہ خاندانی نظام کے تحت پرورش پائی ہو۔

معاشی اثرات:

کارو بار یا ملازمت کے سلسلے میں بیرون ملک یا اندرون ملک جانے سے گھر کی دیکھ بھال کے مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ملازم رکھنے کی صورت میں اس کے بااعتماد ہونے یا نہ ہونے کے مسائل جنم لیتے ہیں۔

معاشی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے سارا دن محنت ومشقت کرنے سے اولاد کی تعلیم و تربیت کا فقدان سامنے آتا ہے جو اپنے ساتھ بے شمار برائیوں کو جنم دیتا ہے۔

حاصل کلام:

آخر میں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ مشترکہ خاندانی نظام ہو یا جداگانہ دونوں کا ثبوت عہد رسالت اور عہد صحابہ سے ملتا ہے، لہٰذا دونوں نظام فی نفسہ جائز ودرست ہیں، جہاں جس نظام میں شریعت کے حدود و قوانین کی رعایت و پاسداری اور والدین ودیگر زیر کفالت افراد اور معذورین کے حقوق کی حفاظت ہوسکے اور فتنہ نزاع سے بچاجاسکے اس نظام پر عمل کرنا بہتر ہوگا،اس لیے کسی ایک نظام کی تحدید نہیں کی جاسکتی۔ نیز اس دو طرفہ نظام کے منفی اثرات کو مثبت اثرات میں اس انداز سے تبدیل کیا جاسکتا ہے کہ خاندان کا ہر فرد اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کے بیان کردہ حدود و تعلیمات کا پاس دار ہو۔ احساس ذمہ داری، عدل واحسان اور ایثار کا جذبہ اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنالے اگر ایسا کرلیا جائے تو نظام خواہ مشترکہ ہو یا جداگانہ یقینا مثالی ہوگا اور معاشرے پر اس کے اثرات مثبت ہوں گے۔

حوالہ جات:

١　لسان العرب، ابن منظور افریقی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ١٩٨٨ء، ٢٢٣/٤

٢　موسوعة الأسرة، عبدالمحسن عبدالله ، الخرافی، اللجنة الاستشاریة العلیا، کویت، الطبعة الاولی، ٢٠٠٣ء، ص: ٨٠

٣　التحریم: ٣

٤　القاموس المحیط، مجد الدین محمد بن یعقوب، الفیروز آبادی، تحقیق: محمد نعیم العرقسوی، مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة، ١٤١٥ھ-١٩٩٤ء، مادہ أُسر

٥　الدہر: ٢٨

٦　معجم لغة الفقهاء، دكتور محمد رواس قلعجي، دار النفائس ، للطباعة والنشر والتوزيع، شارع فردان— بناية الصباح، بيروت — لبنان، طبع دوم ١٩٨٨ م ١/ ٢٩٩

٧　طہ: ١٠

٨　الاعراف: ٨٣

٩　موسوعة الفقهية الكويتية، وزارة الاوقاف و الشوؤن الاسلامية، ١٤١٨ھ-١٩٩٧ء، ٤/ ٢٢٣

١٠　الدر المختار شرح تنوير الابصار في الفقه الحنفي مع حاشية ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الحنفي ،د ار الفكر-بيروت، طبع دوم، ١٩٩٢م، ٤٥٢/٥، الشعراء: ٢٦

١١　عورت خاندان اور ہمارا معاشرہ، خالد رحمان وغیرہ، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈی، اسلام آباد، ٢٠٠٧ء، ص: ٤٧

١٢　موسوعة الاسرة، عبدالمحسن عبدالله، ٣٣/٣

١٣　الروم: ٢١

١٤　المائدہ: ٢

١٥　صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب الجمعة فی القری والمدن، حدیث نمبر: ٨٩٣

١٦　النساء: ١

١٧　جامع البيان في تاويل القرآن، ٥٦٥/٣

١٨　المائدۃ: ٢٧

١٩　ہود: ٤٠-٤٢

٢٠　البقرۃ: ١٢٧

۲۱ عورت خاندان اور ہمارا معاشرہ، ص: ۱۳۹،//
Religion in Contemporary Cultures, Benson, The Divinity School of the University of Chicago,1921, P :777

۲۲ The Family Life of Islam, Syed Saeed Akhtar Razvi, World Organization for Islamic Services, Tehran, Iran, P/11

۲۳ الحجرات: ۱۳

۲۷ The Family Life of Islam, Syed Saeed Akhtar Razvi, p: 11

۲۵ الاسراء: ۲۴

۲٦ صحیح البخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، باب مواقیت الصلوٰة، **حدیث نمبر**: ۵۰۴

۲۷ صحیح البخاری، محمد بن اسماعیل البخاری باب الجمعة، **حدیث نمبر**: ۷۵۳

۲۸ البقرۃ: ۲۲۸

۲۹ مستدرک حاکم کتاب الاحکام، حیدر آباد، دکن، ۹۳/۴

۳۰ الترمذی، أبواب البر والصلة ، باب ما جاء في رحمة الصبيان ،**حدیث نمبر**: ۱۹۲۰

۳۱ آل عمران: ۱۰۳

۳۲ الاسراء: 24

۳۳ بخاری، کتاب الطلاق، **حدیث نمبر**: ۵٦۵۹

۳۴ صحیح مسلم، باب الأشربة، **حدیث نمبر**: ۲۰۵۹

۳۵ النجم: ۳۹

۳٦ البقرۃ: ۱۸۸

۳۷ ملاحظہ ہو: منو سمرتی، ترجمہ لالہ سوامی دیال صاحب، ادھیائے، ۱۰۵: ۹تا۱۰۸

۳۸ The Family Life of Islam, Syed Saeed Akhtar Razvi, P: 11

۳۹ النور: ۲۷

۴۰ الاحزاب: ۵۳

۴۱ تفسیر ابن کثیر، ۴٦٦/۱

۴۲ حیاۃ الصحابہ، ٦٦۸/۲

۴۳ الدر المختار، ۵۹۹/۳